ہیں ۔ کمال کے ہجویہ انداز کی قدر و قیمت کا ہلکا سا اندازہ اس ایک مثال سے ہو سکتا ہے جس میں کمال نے ایک بخیل کی ہجو کی ہے:۔

دی مرا گفت دوستے کہ مرا | با فلان خواجہ رازیے دو سہ کار
سخنے چند ست او از پی آن | خلوتے می بیایدم نا چار
خلوتے آن چنان کہ اندر وے | ہیچ مخلوق را نباشد بار
گفتم این فرصت ار توانی یافت | وقت نان خوردنش نگہ می دار

کمال اسمعیل کے زمانے میں ان کے معاصر سلمان ساوجی نے بھی ہجویات لکھیں لیکن ان ہجویات میں کمال کی سی بات کہاں ؟

فارسی ادب میں طنز و مزاح کی دوسری رو زاہد سے چھیڑ چھاڑ اور رندی و سرمستی کے اشعار کی صورت میں نمودار ہوئی ہے اس سلسلے میں پہلا نام عمر خیام کا ہے جس کے کلام میں رندی و سرمستی کے عناصر کی فراوانی ہے ۔ عمر خیام نہ صرف مئے ارغوان اور ساقی گلفام کا دلدادہ ہے بلکہ وہ بالعموم زندگی کی پھیلی ہوئی انتشار اور بدمزگی کو " غرق مئے ناب" بھی کرتا ہے ۔ پھر خیام کے ہاں زندگی کی مسلمہ اقدار کو ایک ایسے نئے زاویئے سے دیکھنے کا رجحان بھی ملتا ہے کہ ان اقدار کے مضحکہ خیز پہلو ابھر کر نمایاں ہو جاتے ہیں ۔ اس ضمن میں خدا کے ساتھ شریر لڑکوں کا سا برتاؤ اس کے بہت سے اشعار میں موجود ہے اور غالباً یہی شریر انداز ہے جس سے خیام نے زاہد کو بھی آڑے ہاتھوں لیا ہے ۔ زاہد سے چھیڑ چھاڑ کے سلسلے میں خیام کی یہ رباعی بہت مشہور ہے :۔